بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب

تعلیم

(Education)

تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے جو"علم" سے ماخوذ ہے۔ انگریزی میں اس کا متبادل لفظ"ایجوکیشن" ہے جو لاطینی زبان کے دو الفاظ "Educere"اور "Educare" سے ماخوذ ہے۔ "Educere" کے معنی "To bring out" اظہار کرنا، باہر نکالنا، بروئے کار لانا جبکہ "Educare" کے معنی ہیں "To bring up" پروان چڑھانا، نشوونما کرنا، اُجاگر کرنا۔"ایجوکیشن" کی اصطلاح انھیں دو الفاظ سے مل کر بنی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ان صلاحیتوں کے لحاظ سے ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہے۔ تعلیم کا عمل انسان کی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور پروان چڑھانے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم، انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل کرتی ہے تاکہ وہ معاشرے میں ایک کامیاب اور اچھے شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔

تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو متعلم کی تمام صلاحیتوں کے اظہار اور ہمہ پہلو نشوونما کے نتیجے میں اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے اور اس کی سیرت و کردار کی اس طرح تعمیر و تشکیل کرتا ہے کہ وہ معاشرے میں اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی ایک کامیاب شہری کی حیثیت سے بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔

تعلیم کی مندرجہ بالا تعریف میں چار پہلو نمایاں ہیں:

1- متعلم کی تمام صلاحیتوں کا اظہار اور نشوونما

2- متعلم کی شخصیت کی تکمیل

3- سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل

4- انفرادی و اجتماعی زندگی میں کامیاب شہری کی حیثیت سے تیاری

تعلیم کی یہ تعریف انتہائی جامع اور مکمل ہے جو دنیا کے ہر معاشرے اور تمام افراد پر صادق آتی ہے۔ تعلیمی عمل کے نتیجے میں کوئی فرد، معاشرے کے کسی بھی شعبہ میں ایک کارکن، ماہر یا قائد کی حیثیت سے اپنا کردار کامیابی سے ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے گویا معاشرے کے مطلوبہ افراد تعلیم کے اسی عمل سے تیار ہو کر معاشرے کی تعمیر و تشکیل کرتے ہیں۔

ماہرین تعلیم نے تعلیم کے مفہوم کے بارے میں مختلف آرا کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے اسے انسانی ذہن کی نشوونما قرار دیا ہے۔ کسی نے اسے معاشرتی مطابقت (Social Adjustment) کا نام دیا ہے۔ سقراط نے اسے سچائی کی تلاش، ارسطو نے جسمانی و اخلاقی نشوونما کا عمل اور افلاطون نے صحت مند معاشرے کی تنظیم کا عمل قرار دیا ہے۔ جان ڈیوی اسے تجربے کی مسلسل تعمیر نو اور تنظیم نو کا نام دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم انسانی زندگی کے ان تمام پہلوؤں کی مسلسل نشوونما اور بالیدگی کا عمل ہے جو انسان کی شخصیت کے نکھار اور اعلیٰ کمال کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

انسان کی یہ صلاحیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- جسمانی صلاحیتیں (Physical Abilities)

2- ذہنی اور فکری صلاحیتیں (Mental & IntellectualAbilities)

3- معاشرتی صلاحیتیں (Social Abilities)

4- جذباتی صلاحیتیں (Emotional Abilities)

5- اخلاقی صلاحیتیں (Moral Abilities)

6- روحانی صلاحیتیں (Spiritual Abilities)

تعلیم' انسان کی مذکورہ بالا صلاحیتوں کی بتدریج' مسلسل اور ہمہ گیر نشوونما کا فریضہ سرانجام دیتی ہے- یہ انسان کی ہمہ پہلو تربیت کا عمل ہے اور تعلیم کی مختلف سرگرمیاں انسانی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی کسی نہ کسی لحاظ سے نشوونما اور فروغ کا باعث بنتی ہیں-نشوونما کا یہ عمل مربوط بھی ہوتا ہے اور بتدریج بھی تا کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کی نشوونما ہو سکے اور حتیٰ الامکان اس کی شخصیت کی تکمیل کے ذریعے معاشرتی زندگی متوازن طور پر پروان چڑھ سکے۔

دیگر مخلوقات کی نسبت انسان اپنی عملی زندگی میں قدم قدم پر تعلیم و تربیت کا محتاج ہے- اللہ تعالیٰ نے معلم اوّل پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو خود تعلیم سے بہرہ ور فرمایا اور بنی نوع انسان کی ہدایت، رہنمائی اور تعلیم و تربیت کے لیے انبیاء علیہم السلام کی صورت میں معلمین مبعوث فرمائے۔ جس کی آخری کڑی، خاتم المرسلین جناب محمد ﷺ ہیں- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنّما بُعِثتُ مُعَلِّماً

ترجمہ: ''بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کا مقصد معاشرے کی نوخیز نسلوں کی تکمیل ذات، آدابِ معاشرت، اخلاقِ حسنہ اور صحیح تصور کائنات کی تربیت دینا ہے تا کہ انسان اپنے خالق، مالک اور رازق یعنی ربِ کائنات کو پہچان سکے۔ تعلیم ہی انسان کو خداشناس، خودشناس اور کائنات شناس بناتی ہے تا کہ انسان خلیفۃ اللہ کا کردار ادا کر سکے-

اسلام میں تعلیم کی اہمیت، مقام اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وحی الٰہی کا آغاز لفظ ''اقرأ''، یعنی پڑھ سے ہوا اور پہلی وحی میں علم، قلم اور پڑھنے کا ذکر فرما کر تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تعلیم و تزکیہ قرار دیا- تعلیم انسان میں نیکی اور بدی کی پہچان اور نیکی کو اپنانے اور گناہوں سے بچنے کا شعور پیدا کرتی ہے- آنحضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ''دارارقم'' اور مدینہ منورہ میں ''صفہ'' کے مدارس قائم کر کے صحابہؓ کی تعلیم اور تربیت کا اہتمام فرمایا۔

شاہ ولی اللہؒ نے تعلیم کو خیر و شر میں تمیز کر کے خیر کو اپنانے اور شر کو دبانے کا عمل قرار دیا ہے- علامہ اقبالؒ نے تعلیم کو تعمیر خودی اور تکمیل خودی قرار دیا ہے جو انسانی شخصیت کی تشکیل (Self-Actualization) کا دوسرا نام ہے-

تعلیم کے عناصر (Elements of Education)

عملِ تعلیم کے بنیادی عناصر مندرجہ ذیل ہیں:

i- متعلّم (Student) ii- معلّم (Teacher) iii- نصاب (Curriculum)

iv- تعلّم (Learning) v- تدریس (Teaching) vi- معاشرہ (Society)

i- متعلّم (Student)

عملِ تعلیم میں سب سے اہم عنصر متعلم ہے۔ جس کے لیے تعلیم کا عمل انجام پاتا ہے۔ اُسی کی تربیت اور متوازن نشوونما کے لیے معاشرہ نظامِ تعلیم وضع کرتا ہے۔ طالب علم معاشرے کا ایک اہم رکن ہے اس کی تعلیم پورے معاشرے کی تعلیم ہے۔ معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ طالب علم کی تربیت اس کی انفرادی ضروریات، صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق کرے تاکہ وہ معاشرے کا ایک مفید رکن اور اچھا شہری بن کر اپنے اور دوسروں کے حقوق و فرائض کو سمجھ سکے۔

تعلیمی عمل کی کامیابی کے لیے متعلم کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ عمر کے کس درجے میں ہے؟ اور اس عمر کے تقاضے کیا ہیں؟ متعلم کی صلاحیتیں، ذاتی رجحانات اور دلچسپیاں کیا ہیں؟ متعلمین کے انفرادی اختلافات، مزاج اور استعداد کے ساتھ ساتھ قومی، مذہبی اور معاشرتی ضروریات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

اگر بچوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنے تجربات اور ماحول سے کچھ نہ کچھ سیکھ کر بڑے تو ہو جائیں گے۔ مگر ضروری نہیں کہ ان کا معیار معاشرے کے مطلوبہ معیار کے مطابق ہو۔ کیونکہ زندگی کا مقصد صرف روح و جسم کا رشتہ برقرار رکھنا اور روزی کمانا نہیں بلکہ زندگی کو ایسے رخ پر ڈھالنا ہے کہ وہ ریاست اور معاشرے کا مفید شہری بنے۔ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بندہ بن کر زندگی بسر کرے، ملک و ملت کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے فرائض ادا کرے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرے تاکہ متوازن معاشرہ تشکیل پا سکے۔

ii- معلّم (Teacher)

معلم وہ ہستی ہے جو متعلم کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ تعلیمی عمل کی کامیابی کا دارومدار معلّم ہی کا مرہونِ منت ہے۔ معلّم، طالب علم کے لیے ایک مثالی شخصیت ہے۔ وہ اس کا مربی، مرشد، مشیر اور رہنما ہوتا ہے۔ متعلّم ہر معاملہ میں استاد کی تقلید کرتا ہے۔ اگر استاد، علم، کردار اور اخلاق کے لحاظ سے بلند ہے تو وہ طالب علم کو بھی زندگی میں رفعتوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرے گا۔

استاد نہ صرف متعلمین کو کتابی علم بہم پہنچاتا ہے بلکہ وہ ان کی ہر معاملہ میں رہنمائی بھی کرتا ہے۔ معلّم کی قابلیت، شفقت، محنت اور لگن سے طالب علم کی زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے۔ اگر معلّم فنِ تدریس میں ماہر اور تربیت یافتہ ہو، تو وہ تعلیمی عمل میں حقیقی روح پھونک سکتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے اپنے لیے معلم کے لقب کو پسند فرمایا ہر معاشرے میں معلّم کو بہت بلند مقام حاصل رہا ہے۔ اسے روحِ انسانی کا صنعت گر قرار دیا گیا ہے اور وہ معمارِ قوم کی حیثیت سے معاشرے اور قوم کی تعمیر و تشکیل کا ذمہ دار ہے۔ معلّم کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تدریس کا طبعی رجحان اور ذمہ داری کا احساس پایا جاتا ہو۔ کسی مجبوری کے تحت پیشہ تدریس اختیار کرنے والا شخص کبھی حقیقی معنوں

میں معمارِ قوم نہیں بن سکتا۔

iii- نصاب (Curriculum)

نصاب وہ شاہراہ ہے جس پر چل کر طالب علم اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔ نصاب کے لفظی معنی راستہ کے ہیں جبکہ اصطلاح میں نصاب سے مراد وہ تمام سرگرمیاں، مشاغل، تجربات، مشاہدات اور تحقیقات ہیں جو مقاصدِ تعلیم کے حصول کے لیے تعلیمی ادارے کے اندر یا باہر ادارے کی نگرانی میں سرانجام پائیں۔ یہ نصاب کا جدید تصور ہے، عمل تعلیم کی انجام دہی کے لیے تمام علوم و فنون، تجربات و مشاغل اور دیگر تمام لوازمات نصاب کا حصہ ہیں۔

عمل تعلیم میں نصابِ تعلیم کی وہی حیثیت ہے جو نظامِ مملکت میں دستور کی ہے۔ نصاب کے دو بڑے اجزا ہیں۔

ا۔ مواد (Content)

ب۔ ہم نصابی سرگرمیاں (Co-curricular Activities)

نصاب کا مواد اس علم (Knowledge) پر مبنی ہوتا ہے، جو انسانی تجربات، مشاہدات اور تحقیقات کے نتیجے میں بنی نوع انسان نے مختلف ذرائع علم سے اخذ کیا ہے، یہی لوازمہ نصاب (Content) درسی کتب کی شکل میں طلبا کی تدریس کے لیے اساتذہ اور طلبہ کو مہیا کیا جاتا ہے۔ بالعموم اسی میں سے امتحان لیا جاتا ہے لہٰذا نصاب طلبہ کی ذہنی استعداد، ضروریات اور دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ معاشرے کے نظریہ حیات، اقدار، قومی معاشرتی اور معاشی تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا جائے۔ نصاب میں تبدیلی اور لچک کی گنجائش ہونی چاہیے تاکہ مستقبل کی ضروریات کے مطابق اس میں ترمیم و اضافہ کیا جا سکے۔

ہم نصابی سرگرمیاں نصابِ تعلیم کا دوسرا اہم حصہ ہیں جو تعلیمی ادارہ کی مختلف سرگرمیوں کی صورت میں طلبہ کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اگرچہ ان میں امتحانات تو نہیں لیے جاتے مگر یہ سرگرمیاں طلبہ کی سیرت و کردار اور مستقبل کے کامیاب شہری کی حیثیت میں بہت نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ نصاب کی جدید تعریف کی رو سے ان سرگرمیوں اور مشاغل کو بھی اسناد یا سرٹیفکیٹ عطا کرنے میں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

iv- تعلّم (Learning)

تعلم انسانی شخصیت کے کسی بھی پہلو میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی ہے جو جسمانی، اخلاقی، روحانی اور کرداری بھی ہو سکتی ہے۔ انسانی شخصیت میں یہ مطلوبہ تبدیلیاں تجربات و واقعات کے نتیجے میں رونما ہوتی ہیں۔ لہٰذا طلبہ کے لیے ایسے تجربات کا اہتمام کیا جاتا ہے جن سے مثبت اور مطلوبہ تبدیلی واقع ہو۔ عمل تعلیم میں تعلّم کے لیے مناسب ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ انسان جب کسی مہیج سے دوچار ہوتا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ آگ کو چھو لیتا ہے تو اس کا ہاتھ جلتا ہے اور وہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور فوراً اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اس عمل میں آگ مہیج ہے اور ہاتھ کا ہٹا لینا ردعمل ہے۔ یہ سارا عمل بچے کا تجربہ ہے۔ اب بچہ جب بھی آگ کو دیکھے گا تو اس کے قریب نہیں جائے گا کیونکہ تجربے کے نتیجے میں اس کے کردار میں تبدیلی آ چکی ہے، یہی تبدیلی تعلّم ہے۔

عمل تعلیم میں طالب علم کو کئی ایسے تجربات و واقعات سے گزار کر اس کی شخصیت میں مثبت اور مطلوبہ تبدیلی پیدا کی جاتی ہے۔ یہ تبدیلی بحیثیت مجموعی طالب علم کی تعلیم کا باعث بنتی ہے۔

v- تدریس (Teaching)

تدریس ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے استاد مختلف طریقہ ہائے تدریس اور تدریسی حکمت کے تحت طالب علم کی شخصیت میں تبدیلی (تعلّم) کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرتا ہے۔ تدریس کا عمل انتہائی مہارت کا تقاضا کرتا ہے استاد کے سامنے مختلف صلاحیتوں اور اہلیتوں کے طالب علم ہوتے ہیں۔ وہ ان کے انفرادی اختلافات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حکمت عملی اختیار کرتا ہے، مختلف مضامین کی تدریس کے لیے مختلف انداز اپناتا ہے۔

مؤثر اور کامیاب تدریس وہ ہوتی ہے جو طالب علم کے لیے دلچسپ، دلکش، آسان اور دیرپا ہو۔ طالب علم نئی چیز کو سیکھنے میں خوشی محسوس کرے اور وہ شوق اور رغبت کے ساتھ اپنی ذات میں مطلوبہ تبدیلی پیدا کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ استاد کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی تدریس کے ذریعے تعلیم و تعلّم کے عمل کو آسان اور دلچسپ بنائے، اس کے لیے تدریسی اعانات کا استعمال کرے۔

vi- معاشرہ (Society)

تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے جس کا انتظام معاشرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کا نظامِ تعلیم براہِ راست اس ملک کے معاشرے کے مسائل اور ضروریات سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی لیے نظامِ تعلیم اور عملِ تعلیم معاشرہ کے ماحول، اس کے مسائل اور معاشرے کی ضروریات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

تعلیمی عمل کا معاشرے سے گہرا ربط ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ افراد، معاشرے کا حصہ ہیں اور تعلیم افراد و معاشرہ کے لیے ہوتی ہے۔ افراد و معاشرہ اپنی صلاحیتوں کی نشوونما اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب معاشرہ تعلیم کے لیے مناسب ماحول، ضروری وسائل اور سہولیات بہم پہنچائے۔ فرد اور معاشرہ کا باہمی تعامل (Mutual Interaction) ہوتا ہے۔ عملِ تعلیم ان کے درمیان ربط و ضبط کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ معاشرتی بقاء، تہذیب و تمدن، ثقافت و اقدار کا تحفظ، نظریات اور علوم و فنون کا فروغ عملِ تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ یہ معاشرتی مطابقت تعلیم کا اہم مقصد ہے یعنی طالب علم معاشرے کی اقدار و روایات کو اپنائے اور معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔

تعلیم کا دائرہ عمل

تعلیم فرد کی شخصیت کی تکمیل کرتی ہے، اسے حقائق سے آگاہ کرتی ہے، اس کے اخلاق، کردار اور رویے کی اصلاح کرتی ہے، اور اسے معاشرے کی عملی زندگی میں انفرادی و اجتماعی حیثیت سے کامیاب شہری کا کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔

تعلیم کے ذریعے انسانی کردار میں درج ذیل تبدیلیاں واقع ہوتی ہے:۔

i- وقوفی تبدیلی   ii- تاثراتی تبدیلی   iii- مہارتی تبدیلی

i- وقوفی تبدیلی

اس کا تعلق تصورات اور معلومات سے ہوتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے طالب علم کو اشیا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اسے نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ مختلف اشیا کو پہچانتا ہے، اس کے متعلق معلومات کو ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ حافظہ کی مدد سے انہیں دوبارہ دہراتا ہے، اس کی تشریح اور وضاحت کرتا ہے، اس کے مختلف اجزاء کا باہمی تعلق معلوم کرتا ہے، اشیا کو مجموعی حیثیت سے دیکھتا ہے اور مختلف مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

ii- تاثراتی تبدیلی

اس کا تعلق عادات اور رویوں کی تشکیل سے ہوتا ہے۔ تعلیم کے نتیجے میں فرد کے کردار اور رویے میں مطلوبہ مثبت تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کے خیالات کو توجہ سے سنتا ہے اور ان کے نقطۂ نظر پر غور و فکر کرتا اور ان سے لطف اندوز ہوتا ہے اور مناسب انداز میں اپنے اندر تبدیلی کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے اچھے پہلوؤں کی تحسین کرتا ہے، اس کی قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے اور اسے بتدریج اقدارِ حیات کے طور پر اپنے کردار کا حصہ بناتا ہے۔

iii- مہارتی تبدیلی

تعلیم کے اس پہلو کا تعلق کسی ہنر کے اکتساب سے ہوتا ہے۔ تعلیم جہاں کسی طالب علم کو معلومات بہم پہنچاتی ہے اور متعلقہ اشیا کے متعلق علم مہیا کرتی ہے اور اسے اپنے رویے اور کردار میں تبدیلی کے لیے آمادہ کرتی ہے وہاں اسے کسی عملی اقدام اور سرگرمی میں حصہ لینے کے قابل بناتی ہے۔ وہ ذہنی، جسمانی اور عملی طور پر اس سرگرمی میں شریک ہوتا ہے اور ممکنہ حد تک اسے نہایت اعتماد اور کامیابی کے ساتھ اپنی عادات واطوار کے طور پر اپناتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے وہ نہایت مہارت کے ساتھ کسی کام کو سرانجام دیتا ہے اور اپنے سابقہ تجربات میں بہتری پیدا کر کے اسے زیادہ بہتر اور اچھے انداز میں سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مثال کے ذریعے تعلیم کے دائرہ عمل کو سمجھنا آسان ہوگا۔

عملِ تعلیم میں، ایک طالب علم کو "ہمدردی" کے عنوان سے کوئی کہانی سنانا اور طالب علم کا اس کہانی کو واقعاتی لحاظ سے ٹھیک سمجھ کر بیان کر دینا، وغیرہ اس کے لیے وقوفی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر طالب علم ہمدردی کے جذبے کی تحسین کرے اور اسے اپنی عادات واطوار اور عملی زندگی میں اپنانے میں خوشی محسوس کرے تو یہ تاثراتی یا کرداری تبدیلی کہلاتی ہے لیکن اگر وہ کسی ضرورت مند کی عملاً مدد کر کے اپنے کردار اور رویے میں تبدیلی پیدا کرے تو یہ حقیقی اور مطلوبہ تعلیم ہے اور یہ مہارتی تبدیلی کہلاتی ہے۔ ایسی ہی تعلیم کے نتیجے میں افراد کی سیرت و کردار میں انقلاب برپا ہوتا ہے اور ایسے ہی افراد صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔

ایک طالب علم اپنے گھر، ماحول اور مدرسہ سے متاثر ہوتا ہے اور ہر وقت اس پر مختلف واقعات اور تجربات کا اثر ہوتا ہے۔ تعلیمی عمل ایک مسلسل اور پوری زندگی پر محیط عمل ہے۔ اس لحاظ سے تعلیم کا دائرۂ عمل بہت وسیع ہے۔ یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔

تعلیم کے وظائف (Functions of Education)

تعلیم انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔ تعلیم کا مقصد جہاں انسان کی شخصیت کی ہمہ جہت تعمیر ہے وہاں معاشرے کی تنظیم و تشکیل بھی ہے۔

ماہرین تعلیم نے تعلیم کے تین بنیادی اور اہم ترین وظائف بیان کیے ہیں:

i- ثقافتی وتہذیبی ورثہ کا تحفظ منتقلی اور نشوونما
(Preservation, Transmission of Cultural Civilization, Heritage and Development)

ii- فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل (Fulfillment of the Individual's Basic Needs)

iii- معاشرتی زندگی کی تشکیل نو (Reconstruction of Social Life)

i- ثقافتی وتہذیبی ورثہ کا تحفظ، منتقلی اور نشو ونما

ہر معاشرہ مخصوص اور منفرد خصوصیات، اقدار وروایات، تہذیب و تمدن اور ثقافت کا حامل ہوتا ہے اور اپنے اصولوں، اقدار وروایات کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا خواہاں ہوتا ہے تاکہ معاشرہ تہذیبی اور ثقافتی حیثیت سے زندہ رہ سکے- انسان اور جانوروں میں بنیادی فرق یہی ہے کہ جانور افزائش نسل تک محدود رہتے ہیں جبکہ انسان، افزائش نسل کے ساتھ ساتھ اپنے نظریۂ حیات، تہذیب وثقافت اور اپنی اقدار وروایات کو بھی آنے والی نسل تک منتقل کرتا ہے-

قدیم معاشروں میں تہذیبی وثقافتی ورثہ کی منتقلی کا فریضہ والدین سرانجام دیتے تھے وہ اپنے بچوں کو علوم وفنون سکھاتے تھے۔اس کے بعد یہ فریضہ والدین کے علاوہ علما اور فضلا کے ذریعے سرانجام پاتا رہا- وہ اپنے گھروں یا مساجد کے ذریعے یہ فریضہ نبھاتے تھے- آہستہ آہستہ یہ ذمہ داری سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں نے لے لی- اس طرح تہذیب وثقافت میں ترقی اور دیگر رونما ہونے والی تبدیلیاں مسلسل نسل نو تک منتقل ہوتی رہیں۔

تعلیمی اداروں کو ایک مثالی معاشرتی مرکز کی حیثیت حاصل ہے- جہاں معاشرے کے عقائد ونظریات، اقدار وروایات اور علوم وفنون میں نشوونما ہوتی ہے اس طرح تعلیمی ادارے تہذیبی ورثہ کی منتقلی کا ایک مفید ذریعہ ثابت ہو رہے ہیں-

ii- فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

متعلم کو تعلیمی عمل میں بہت اہم مقام حاصل ہے پورا نظامِ تعلیم اسی محور کے گرد گھومتا ہے- معاشرے کے وسائل وذرائع اس کی نشوونما اور تربیت کے لیے بروئے کار لائے جاتے ہیں- بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تعلیم وتربیت کی ابتدا ہو جاتی ہے اور یہ عمل ساری عمر جاری رہتا ہے- بچہ اپنے والدین سے بہت کچھ سیکھتا ہے لیکن جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسے باقاعدہ تعلیم کے حصول کے لیے درس گاہوں میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں رسمی تعلیم کے ذریعے وہ تعلیم وتربیت کے عمل سے گزرتا ہے-تعلیمی ادارے میں اساتذہ اسے اپنے معاشرے اور ملک وملت کی ضروریات کے مطابق تعلیم دیتے ہیں-تعلیمی ادارے کے ساتھ ساتھ بچہ اپنی معاشرتی زندگی میں اپنے ماحول اور تجربات سے بھی سیکھتا ہے، اس طرح کئی عوامل مل کر بچے کی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں-

بچے کی شخصیت کی تعمیر میں اس کی انفرادی صلاحیتیں، دلچسپیاں اور خواہشات پیش نظر رکھی جاتی ہیں- ساتھ ہی اس کی شخصی، معاشی اور معاشرتی ضروریات کی بھی تکمیل کی جاتی ہے، بچے کی بنیادی ضروریات کی تکمیل اور اس کی ذات کی تعمیر، تعلیم کے اہم وظیفے (Functions) کی حیثیت رکھتی ہے-

ماہرین تعلیم بچے کی تشکیل ذات کے لیے مندرجہ ذیل ضروریات (Needs) کو اہم قرار دیتے ہیں:

ا۔ جسمانی صحت

ایک اچھا ذہن تندرست جسم میں ہی ہو سکتا ہے۔صحت کے بغیر بچہ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام نہیں دے سکتا- اس لیے نظامِ تعلیم اور عمل تعلیم میں بچے کی جسمانی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے-تعلیمی ادارے میں جسمانی ورزش، حفظانِ صحت کے اصولوں کی تعلیم، کھلا اور ہوادار ماحول، کھیلوں کے مقابلے وغیرہ بچے کے جسم کو صحت مند رکھنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ب۔ اپنی حیثیت کی پہچان کی خواہش

ہر فرد میں اپنی حیثیت کو منوانے کی خواہش پائی جاتی ہے- بچہ، اپنے خاندان، عزیز واقارب اور اپنے ماحول میں اپنی حیثیت

منوانے کا متمنی ہوتا ہے۔ اگر اسے گھر میں نظر انداز کیا جائے اور اسے کوئی اہمیت نہ دی جائے تو وہ اضطراب اور پریشانی کا شکار ہوجاتا ہے۔ بچے کی انا کی تسکین کے لیے اسے تعلیمی ادارے کی مختلف گروہی سرگرمیوں اور انجمنوں کا رکن بنا کر معاشرے کا فعال حصہ بنایا جاسکتا ہے۔

ج۔ شہری کے حقوق وفرائض کا علم

حقوق وفرائض کے توازن سے صحت مند معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ ہر متعلم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے ایک اچھے شہری کی حیثیت سے رہنا سکھایا جائے۔ تعلیم کا کام یہ ہے کہ وہ متعلم کو معاشرے کے حقوق وفرائض سے آگاہ کرے تاکہ وہ اچھے اور بُرے کی تمیز کرسکے اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور حقوق کے لیے شعوری کوشش کرے۔

د۔ تعاون

معاشرے کو متوازن رکھنے اور مثبت انداز میں چلانے کے لیے ضروری ہے کہ افرادِ معاشرہ میں تعاون کا جذبہ موجود ہو۔ مل جل کر رہنا، ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنا اور مختلف کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا، ایسی خصوصیات ہیں جو تعلیم کے ذریعے بچے میں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ لہٰذا نصاب تعلیم اور عمل تعلیم میں باہمی ربط کے ذریعے طلبا میں تعاون اور رواداری جیسی صفات پیدا کرنے کے لیے مناسب تدابیر عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔

ر۔ معلومات کی فراہمی

ہر فرد تجسس پسند ہوتا ہے اور اس کی یہ جبلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماحول اور کائنات کے بارے میں معلومات حاصل کرے جیسے اس کے اردگرد رونما ہونے والی تبدیلیاں کیوں اور کیسے ہورہی ہیں؟ ان کے اسباب وعلت کیا ہیں ان کے پس پردہ کون سی قوت کار فرما ہے۔ یہ کائنات کون وجود میں لایا؟ اسے کون چلا رہا ہے اور زندگی کا مقصد کیا ہے؟

ان بنیادی معلومات کے ساتھ ساتھ جدید ترین ایجادات واختراعات سے آگاہی بچے کی خواہش ہوتی ہے۔ اس لیے بچے کو کائنات کے حقائق کی ترتیب وتنظیم اور تدریج سے آگاہ کرنا ضروری ہے یہ تعلیم کا فریضہ بھی ہے اور اس کی ذات کی تکمیل کے لیے بھی بہت اہم ہے۔

س۔ مہارتوں کا حصول

فرد جہاں ذہنی طور پر معلومات حاصل کرتا ہے وہاں اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرسکے مثلاً لکھنا پڑھنا، دستی کام یا مشینی کام سرانجام دینا وغیرہ۔ لہٰذا معاشرے کو تعلیم کے ذریعے بچے کی خواہش، ضروریات اور صلاحیت کے مطابق مختلف مہارتوں کی تربیت اور ہنر سکھانے کا بندوبست کرنا چاہیے۔

ش۔ ورزشیں اور کھیل

فرد کی جسمانی صحت اور مقابلہ کی صلاحیت کو اُبھارنے کے لیے مختلف ورزشیں اور کھیل بھی ضروری ہیں۔ تعلیمی عمل اور مدرسہ میں بچے کی دلچسپی پیدا کرنے، فارغ اوقات کے درست استعمال اور صحت مند جسمانی مقابلوں کے لیے ورزشیں اور کھیل کود کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

ص۔ مثبت اندازِ فکر اور اظہارِ خیال

افراد اپنے اور ماحول کے بارے میں سوچتے ہیں اور اس کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا غور و فکر کی عادت پیدا کرنے، اظہارِ خیال کی آزادی جیسی صفات، مثبت اندازِ فکر اور مناسب اظہارِ خیال ان کی تربیت میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

ض۔ جمالیاتی حس کی تسکین

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو جمالیاتی ذوق سے نوازا ہے جو اسے صحیح اور غلط میں تمیز کرنا سکھاتا ہے۔ ہر فرد خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اسے مناظرِ فطرت اور فنونِ لطیفہ سے لطف اندوز ہونے کے مواقع بہم پہنچانے چاہئیں۔

ط۔ صحیح تصورِ کائنات

فرد میں تجسس کی صفت فطرتاً موجود ہوتی ہے وہ کائنات اور اشیا کائنات کے بارے میں سوال کرتا ہے، وہ اپنی تخلیق اور خالق کائنات کے متعلق جاننا چاہتا ہے۔ لہٰذا تعلیم کا فرض ہے کہ وہ فرد کے سامنے صحیح تصورِ کائنات پیش کرے تاکہ وہ گمراہ کن خیالات و تصورات سے محفوظ رہ سکے۔

یہ چند ایک بنیادی ضروریات ہیں جنہیں تعلیمی عمل میں ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ تعلیمی مواد فرد کی عمر، فہم اور تعلیمی مدارج کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ اس کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔

iii-معاشرتی زندگی کی تشکیلِ نو

اگر تعلیم کا کام صرف ثقافتی و تہذیبی ورثے کا تحفظ و بقا ہوتا تو معاشرہ جمود کا شکار ہو جاتا اور اس میں ارتقاء اور نمو نہ ہو پاتی۔ اس لیے تعلیم کا کام محض اقدار و روایات کا تحفظ (Preservation) نہیں ہے بلکہ زندگی کے نئے راستوں سے آگہی، تنقید و اصلاح اور تخلیقیت (Creativity) بھی ہے۔

تعلیم زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے اور اسے ترقی دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیمی اداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تہذیبی ورثہ کی اقدار و روایات کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیں۔ پسندیدہ اور مطلوب اقدار کو آئندہ نسلوں تک پہنچائیں تاکہ افراد نئے تجربات اور جدید تحقیقات کی روشنی میں معاشرے کی تعمیرِ نو اور تشکیلِ نو کا فریضہ سنبھالیں۔ تعلیم معاشرے میں پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل اور جدید دَور کے تقاضوں کے مطابق معاشرے کی تشکیلِ نو کو اپنا فرض سمجھے۔

تعلیم کے اسالیب (Modes of Education)

عمومی طور پر تعلیم کے تین اسالیب ہیں:

i- رسمی تعلیم (Formal Education)

ii- نیم رسمی تعلیم (Non-formal Education)

iii- غیر رسمی تعلیم (In-formal Education)

i۔ رسمی تعلیم (Formal Education)

یہ ایسی تعلیم ہے جو باقاعدہ طور پر کسی تعلیمی ادارے میں طے شدہ نصاب کے مطابق مقاصدِ تعلیم کے حصول کے لیے دی جاتی ہے۔معاشرہ، نسل نو کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے ادارے قائم کرتا ہے جو طلبہ کی استعداد، قابلیت اور ذہنی سطح کو مدنظر رکھ کر اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے سکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جاتی ہیں۔ یہ شعوری تعلیم، باقاعدہ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کی ہمہ پہلو نشوونما اور تربیت کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس میں نصاب، استاد اور طریقہ ہائے تدریس کا دورانیہ مقرر رہتا ہے۔

ii۔ نیم رسمی تعلیم (Non-formal Education)

اس میں باقاعدہ تعلیمی اداروں کی بجائے ذرائع ابلاغ اور فاصلاتی تعلیم کے ذریعے معاشرہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس تعلیم کا مقصد زیادہ تر ان افراد کو تعلیم دینا ہے جو باقاعدہ طور پر کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہ کر سکے ہوں۔ اس میں کسی حد تک نصاب تو طے کیا جاتا ہے مگر تعلیمی ادارے قائم نہیں ہوتے۔ اس تعلیم میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

iii۔ غیر رسمی تعلیم (In-Formal Educatoin)

غیر رسمی تعلیم ایسی تعلیم کو کہتے ہیں۔ جس میں فرد باقاعدہ کسی تعلیمی ادارے کی بجائے اپنے والدین، ماحول، معاشرہ اور ہمجولیوں سے سیکھتا ہے۔ غیر رسمی تعلیم کا عمل بچے کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے، بچہ ماں کی گود سے سیکھنا شروع کرتا ہے، اپنے عزیز و اقارب، گھر، محلے، مسجد اور اپنے اردگرد سے ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ اس تعلیم کے لیے نہ مقاصد تعلیم متعین ہوتے ہیں، نہ نصاب و امتحانات وغیرہ۔ غیر رسمی تعلیم کا دائرہ کار رسمی اور نیم رسمی تعلیمی اداروں کی نسبت، بہت وسیع ہے۔

تعلیم کی یہ تینوں اقسام، معاشرے کے افراد کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کرتی رہتی ہیں۔ غیر رسمی تعلیم کا یہ عمل مہد سے لحد تک جاری رہتا ہے۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

اُطلُبُو العِلمَ مِنَ المَھدِ اِلَی اللَّحدِ

علم حاصل کرو پنگھوڑے سے قبر تک۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کا عمل ہمہ جہت ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی بھر جاری رہتا ہے اور انسان حسب حال اس سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔

اہم نکات

1- تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو متعلم کی تمام صلاحیتوں کے اظہار اور ہمہ پہلو نشوونما کے نتیجے میں اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔

2- انسان کے اندر مندرجہ ذیل صلاحیتیں ہیں۔

جسمانی صلاحیتیں، ذہنی اور فکری صلاحیتیں، معاشرتی صلاحیتیں، جذباتی صلاحیتیں، اخلاقی اور روحانی صلاحیتیں،

3- تعلیم کے عناصر: متعلم، معلم، نصاب، تعلم، تدریس، اور معاشرہ ہیں۔

4- تعلیم کے ذریعے انسان میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

وقوفی، تاثراتی اور مہاراتی

5- تعلیم کے مندرجہ ذیل وظائف ہیں۔

تہذیبی و ثقافتی ورثہ کا تحفظ، منتقلی اور نشوونما، فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل اور معاشرتی زندگی کی تشکیل نو۔

آزمائشی مشق

معروضی حصہ

1- ہر بیان کے ساتھ دیئے گئے جوابات میں سے موزوں ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- بچے کی تعلیم کا اولین مرکز ہے۔

(ا) مدرسہ (ب) معاشرہ (ج) مسجد (د) گھر

ii- معاشرے میں فرد کے مقام کا تعین کرنے کے لیے ضروری ہے۔

(ا) دولت (ب) ذات (ج) تعلیم (د) خاندان

iii- تعلیم کے وظائف میں شامل ہیں۔

(ا) تہذیبی ورثہ کا تحفظ اور منتقلی (ب) معاشرتی زندگی کی تشکیل نو

(ج) فرد کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل (د) مندرجہ بالا تینوں

iv- تعلیم کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

(ا) ذاتی تسکین (ب) فرد کے کردار میں مثبت تبدیلی

(ج) حصولِ ملازمت (د) معلوماتِ عامہ کا حصول

v- نصاب کو نظامِ تعلیم میں کیا حیثیت حاصل ہے؟

(ا) ریڑھ کی ہڈی کی (ب) لوازمہ کی (ج) روح کی (ج) مندرجہ بالا تینوں کی

vi- فرد کے کردار میں تبدیلی ہے۔

(ا) تعلم (ب) تدریس (ج) نصاب (د) نظامِ تعلیم

vii- انسانی تجربات و مشاہدات سے اخذ کردہ مجموعہ معلومات ہے۔

(ا) تعلم (ب) تدریس (ج) نصاب (د) نظامِ تعلیم

viii- لفظ ایجوکیشن کون سی زبان سے ماخوذ ہے؟

(ا) عربی (ب) عبرانی (ج) لاطینی (د) یونانی

2- مندرجہ ذیل بیانات میں سے کچھ بیانات صحیح ہیں اور کچھ غلط اگر بیان صحیح ہے تو "ص" کے گرد اور اگر غلط ہے تو "غ" کے گرد دائرہ لگائیں۔

i- تعلیم فرد کی صلاحیتوں کے اظہار اور ان کی نشوونما کا عمل ہے۔ ص / غ

ii- تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے جس کا مقصد معاشرتی مطابقت ہے۔ ص / غ

iii- تعلیمی عمل تعلیمی اداروں سے وابستہ ہے۔ ص / غ

iv- رسمی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم کے بنیادی عناصر الگ الگ ہوتے ہیں۔ ص / غ

v- متعلم کے تعلم کے لیے ترغیب اور آمادگی کا عمل تدریس کہلاتا ہے۔ ص / غ

vi- فرد کے کردار اور رویہ میں تبدیلی کا عمل تعلّم کہلاتا ہے۔ ص / غ

vii- تعلیم اور تدریس ہم معنی الفاظ ہیں۔ ص / غ

viii- تعلیم کا سب سے اہم مقصد تعلیمی اداروں کا قیام ہے۔ ص / غ

ix- طلبہ کو تمام مضامین ایک ہی طریقہ تدریس سے پڑھائے جاسکتے ہیں۔ ص / غ

x- پیشہ تدریس سے وابستگی کے لیے طبعی رجحان ضروری ہے۔ ص / غ

xi- رسمی تعلیم باقاعدہ تعلیمی اداروں میں حاصل کی جاتی ہے۔ ص / غ

xii- بچے کی اولین درسگاہ مدرسہ ہے۔ ص / غ

xiii- تعلیمی مواد بچے کی فہم و فراست کے مطابق ہونا چاہیے۔ ص / غ

xiv- تدریس، عمل تعلیم کا عنصر نہیں ہے۔ ص / غ

xv- تعلیم ساری زندگی کا عمل ہے۔ ص / غ

3- مندرجہ ذیل بیانات میں خالی جگہ کو مناسب الفاظ لکھ کر مکمل کریں۔

i- بچے کی اولین درس گاہ .... ہے۔

ii- بچے کے اولین اساتذہ .... ہوتے ہیں۔

iii- طلبہ کو تعلم کے لیے آمادہ کرنے کا عمل .... کہلاتا ہے۔

iv- .... ان تمام مشاغل، سرگرمیوں اور علوم کا مجموعہ ہے جو مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے طلبہ کو فراہم کیا جاتا ہے۔

v- فرد کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی مربوط نشوونما کا عمل .... کہلاتا ہے۔

vi- بچے کی .... کو پیش نظر رکھ کر ہر پہلو کی مناسب نشوونما کی جائے۔

vii- تہذیبی ورثے کی نئی نسل تک .... کا عمل تعلیم کا اہم فریضہ ہے۔

viii- نظامِ تعلیم میں نصاب تعلیم کی وہی حیثیت ہے، جو نظامِ مملکت میں .... کی ہے۔

ix- تعلیم کے بنیادی عناصر معلم، نصاب، معاشرہ، مدریس، تعلّم اور.................. ہیں۔

x- انسان کی باقی تمام مخلوقات پر فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اسے.................. دی جا سکتی ہے۔

حصہ انشائیہ

4- تعلیم کا مفہوم بیان کیجیے۔

5- تعلیم کے بنیادی عناصر کے نام لکھیں اور سب سے اہم عنصر کی وضاحت کریں۔

6- نصاب تعلیم سے کیا مراد ہے؟ عمل تعلیم میں نصاب کی کیا اہمیت ہے؟ وضاحت کریں۔

7- تعلم سے کیا مراد ہے؟ تعلم کے نتیجے میں انسانی شخصیت میں ہونے والی تبدیلیوں کو مثالوں سے واضح کیجیے۔

8- تدریس کی تعریف کریں۔ موثر تدریس کیا ہوتی ہے؟ اس کی خصوصیات بیان کریں۔

9- فرد کی بنیادی ضروریات کی تشکیل میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھیے۔

10- کسی قوم کے تہذیبی ورثے کے تحفظ اور منتقلی میں تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بحث کیجیے۔

11- ایک صحت مند معاشرہ کی تشکیل میں تعلیم کس طرح مددگار ثابت ہوتی ہے۔ وضاحت کیجیے۔

12- تعلیم کے وظائف وضاحت سے بیان کیجیے۔

13- عمل تعلیم میں معلم کے کردار پر نوٹ تحریر کیجیے۔

14- تعلیم کے دائرہ عمل کے حوالہ سے مندرجہ ذیل کی وضاحت کیجیے۔

ا۔ وقوفی ب۔ تاثراتی ج۔ مہارتی

15- رسمی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم پر نوٹ لکھیے۔